جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

ماہنامہ

# اخبار احمدیہ جرمنی

ایڈیٹر:- صادق محمد طاہر

جلد نمبر 4 ماہ ہجرت 1377 ہجری شمسی مطابق مئی 1998ء شمارہ نمبر 5-A

﴿خلافت نمبر﴾

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

## ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے

"سوائے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے...... جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا وقت آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہؤا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے سو تم خدا کی قدرتِ ثانیہ کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائے گی۔......"

(الوصیت صفحہ 3-14)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک نہایت پر معارف ارشاد

## خدا کے بندے خدا کی مدد سے کامیاب ہوتے ہیں

"ذرا ہادی کامل ﷺ کی حالت پر غور کرو۔ آپ نے دعوت حق شروع کی، تن تنہا تھے، جیب میں روپیہ نہ تھا، بازو بڑے مضبوط نہ تھے، حقیقی بھائی کوئی نہ تھا، ماں باپ کا سایہ بھی سر سے اُٹھ چکا تھا اور اُدھر قوم کو دلچسپی نہ تھی، مخالفت حد سے بڑھی ہوئی تھی مگر خدا کے لئے کھڑے ہوئے۔ مخالفوں نے جس قدر ممکن تھے دکھ پہنچائے، جلا وطن کرنے کے منصوبے باندھے، قتل کے منصوبے کئے۔ کیا تھا جو انہوں نے نہ کیا، مگر کس کو نیچا دیکھنا پڑا۔ آپ کے دشمن ایسے خاک میں ملے کہ نام و نشان تک مٹ گیا۔ وہ ملک جو کبھی کسی کے ماتحت نہ ہؤا تھا آخر کس کے ماتحت ہؤا۔ اُس قوم میں جو توحید سے ہزاروں کوس دور تھی توحید پہنچا دی اور نہ صرف پہنچا دی بلکہ منوا دی۔ خوف کے بعد امن عطا کیا۔

اُن کے بعد ان کے جانشین حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوئے۔ آپؓ کی قوم جاہلیت میں بھی چھوٹی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم میں سے بھی نہ تھے پھر کیونکر ثابت ہؤا کہ خلیفہ حق ہیں۔ اُسامہ کے پاس بیس ہزار کا لشکر تھا اُس کو بھی حکم دیا کہ شام کو چلے جاؤ۔ اگر اُسامہ کا لشکر موجود ہوتا تو لوگ کہتے کہ بیس ہزار کے لشکر کی بدولت کامیابیاں ہوئیں۔ نواحِ عرب میں ارتداد کا شور اٹھا۔ تین مسجدوں کے سوا نماز کا نام و نشان نہ تھا۔ سب کچھ ہؤا پر خدا نے کیسا ہاتھ پکڑا...... کیسا خوف پیدا ہؤا کہ عرب مرتد ہوگئے۔ مگر سب خوف جاتا رہا، کیوں؟ اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنائے تھے۔ اسی طرح ہمیشہ جب لوگ مامور ہو کر آتے ہیں تو خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی ہے۔ اُس کے ہاتھ کا تماشہ یہ دکھلاتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں محفوظ ہوتا ہے۔

یاد رکھو جس قدر کمزوریاں ہوں وہ سب معجزات اور الٰہی تائید میں ہیں کیونکہ ان کمزوریوں ہی میں تائید الٰہی کا مزہ آتا ہے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ خدا کی دستگیری کیسا کام کرتی ہے۔ امیر دولت کے گھمنڈ سے، مولوی علم کے گھمنڈ سے، کوئی منصوبہ بازیوں اور حکام کے پاس آنے جانے کے گھمنڈ سے اگر کامیاب ہوتے ہیں تو خدا کے بندے خدا کی مدد سے کامیاب ہوتے ہیں۔ اُن کے پاس سرمایہ، علوم اور سفر کے وسائل نہیں ہوتے مگر عالم ہونے کی لاف و گزاف مارنے والے اُن کے سامنے شرمندہ ہو جاتے ہیں۔ ان کے پاس کتب خانے اور لائبریریاں نہیں ہوتیں وہ حکام سے جا کر ملتے نہیں۔ مگر وہ ان سب کو نیچا دکھا دیتے ہیں جو اپنے رسوخ، اپنے معلومات کی وسعت کے دعوے کرتے ہیں۔ برادری اور قوم اُس کی مخالفت کرتی ہے مگر آخر یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی طرح اُن کو شرمندہ ہونا پڑتا ہے یہی ہمیشہ اُن کی پہچان ہوتی ہے۔"

(خطبات نور، جلد اول صفحہ 12 تا 14)

سیدنا حضرت امیر المومنین المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات

## انبیاء اور خلفاء اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول میں ممد ہوتے ہیں

☆ "انبیاء اور خلفاء اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول میں مُمد ہوتے ہیں جیسے کمزور آدمی پہاڑ کی چڑھائی پر نہیں چڑھ سکتا تو سونٹے اور کھڈ سٹک کا سہارا لے کر چڑھتا ہے اسی طرح انبیاء اور خلفاء لوگوں کے لئے سہارے ہیں وہ دیواریں نہیں جنہوں نے الٰہی قرب کے راستوں کو روک رکھا ہے بلکہ سونٹے اور سہارے ہیں جن کی مدد سے کمزور آدمی بھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔"

(الفضل 11 ستمبر 1937ء)

☆ "خلیفہ تو مجدد سے بڑا ہوتا ہے اور اُس کا کام ہی احکامِ شریعت کو نافذ کرنا ہوتا ہے۔ پھر اس کی موجودگی میں مجدد کس طرح آسکتا ہے۔ مجدد تو اُس وقت آیا کرتا ہے جب دین میں بگاڑ پیدا ہو جائے۔" (الفضل 8 اپریل 1947ء)

☆ "وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا کام بھی نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹہ کر سکتا ہے۔" (الفضل 20 نومبر 1946ء)

☆ "اللہ جب کسی کو منصبِ خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دُعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔" (منصب خلافت صفحہ 32)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیش قیمت نصائح

## دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں احمدیت کا اور خلافت کا مقام سمجھنے کی توفیق دے

جس قسم کی تربیت صحابہ کرامؓ نے آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں حاصل کی تھی یا اِس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصحاب نے حاصل کی جس کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ میں نشانات دکھانے والے ہزاروں کی تعداد میں پیدا ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے آئندہ نسلوں کی اس رنگ کی تربیت کرنے کے لئے ان کے ذریعہ نشاناتِ الٰہیہ کا سلسلہ جاری رہے اور اسلام دنیا میں غالب آتا چلا جائے جماعت احمدیہ میں خلافت کے نظام کو قائم فرمایا ہے۔ دنیا میں اُمتِ واحدہ خلافت کے ذریعہ ہی قائم ہو سکتی ہے اور اسی کے ذریعہ اس کے قیام کے سامان ہوتے چلے آرہے ہیں۔ خلافت احمدیہ کو دنیوی اقتدار، سیاست اور بادشاہت سے نہ کوئی واسطہ ہے نہ دلچسپی اور نہ کبھی یہ اس میں دلچسپی لے گی یہ ایک خالصۃً روحانی نظام ہے اور اس کا مقصد دلائل و براہین، آسمانی نشانوں اور دُعاؤں کے ذریعہ تمام بنی نوع انسان کو اُمت واحدہ بنانا ہے۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ مؤرخہ 5 ستمبر 1980ء بمقام ٹورنٹو کینیڈا، بحوالہ دورۂ مغرب صفحہ 443)

☆ "دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں احمدیت کا اور خلافت کا مقام سمجھنے کی توفیق دے۔ اگر خلیفۂ وقت انتہائی پیار کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ شوخیاں کرنے لگو۔ مجھ میں جتنی طاقت پیار کرنے کی ہے اتنی ہی طاقت اصلاحی سختی کرنے کی بھی ہے۔ اس لئے میں خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ اور ہر احمدی کو ایسا ہی ہونا چاہئے۔ اور یہ سوچنا چاہئے کہ ہم کہاں تھے۔ اور وہ ہمیں اُٹھا کر کہاں سے کہاں لے گیا۔" (بدر یکم اپریل 1986ء)

☆ "جس شخص کو بھی اللہ تعالیٰ آپ کا خلیفہ بنائے گا اُس کے دل میں آپ کے لئے بے انتہا محبت پیدا کر دے گا اور اُس کو یہ قوتیں دے گا کہ وہ آپ کے لئے اتنی دعائیں کرے کہ دُعا کرنے والے ماں باپ نے بھی آپ کے لئے اتنی دُعائیں نہ کی ہوں گی اور اس کو یہ بھی توفیق دے گا کہ آپ کی تکلیفوں کو دور کرنے کے لئے ہر قسم کی تکلیف وہ خود برداشت کرے اور بشاشت سے کرے اور آپ پر احسان جتائے بغیر کرے کیونکہ وہ خدا کا نوکر ہے آپ کا نوکر نہیں۔" (الفضل 31 دسمبر 1966ء)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیش قیمت نصائح

## جماعت کا جتنا تقویٰ من حیث الجماعت بڑھے گا احمدیت میں اتنی ہی زیادہ عظمت اور قوت پیدا ہوگی

"خلافتِ احمدیہ کی طاقت کا راز دو باتوں میں نظر آتا ہے ایک خلیفۂ وقت کے اپنے تقویٰ میں اور ایک جماعت احمدیہ کے مجموعی تقویٰ میں جماعت کا جتنا تقویٰ من حیث الجماعت بڑھے گا احمدیت میں اتنی ہی زیادہ عظمت اور قوت پیدا ہوگی۔ خلیفۂ وقت کا ذاتی تقویٰ جتنا ترقی کرے گا اتنی ہی اچھی سیادت اور قیادت جماعت کو نصیب ہوگی۔ یہ دونوں چیزیں بیک وقت ایک ہی شکل میں ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر ترقی کرتی ہیں۔"

"ہمیں یہ بھی دعا کرتے رہنا چاہئے کہ یہ سعادت جو اللہ تعالیٰ نے آج کے زمانہ میں ہمیں نصیب فرمائی ہے کہ ہم وہ قوم ہیں جو خدا کی نمائندگی کر رہے ہیں ہم وہ قوم ہیں جو خدا کی نظر میں زندہ رکھنے کے لائق ہیں اور ہمارے مقابل پر کوئی عددی اکثریت کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتی ہم اپنی اس حیثیت کو نہ بھولیں کہ یہ سرداری دراصل خدمت کے لئے عطا ہوئی ہے۔ بنی نوع انسان کی بہبودی کی خاطر عطا ہوئی ہے ان پر راج کرنے کے لئے نہیں ہاں دلوں پر راج کرنے کے لئے ہے۔ دلوں کو فتح کرنے کے لئے ہے ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بہترین رنگ میں اس اصطلاح میں، جس اصطلاح میں قرآن باتیں کرتا ہے ہمیں سیادت عطا فرمائے اور ہمیشہ یہ سیادت قائم اور دائم رکھے۔"

(بحوالہ روزنامہ الفضل ربوہ، 5 جولائی 1982ء صفحہ 3,2)

### کتب کی اشاعت کے بارہ میں مرکزی ھدایت

جملہ عہدیداران واحباب جماعت کو بطور یاد دہانی مطلع کیا جاتا ہے کہ کسی بھی ایسی کتاب کی اشاعت مقصود ہو، جس کا تعلق جماعت سے ہو، تو اُس کی قبل از اشاعت مرکز سے منظوری حاصل کرنی لازمی ہے۔

اسی طرح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تازہ انگریزی تصنیف لطیف کے بارہ میں خصوصی طور پر ھدایت ہے کہ احباب اس کے کسی بھی حصہ حتی کہ ایک سطر بھی کسی بھی میڈیا میں بغیر اجازت استعمال نہ کریں۔

(انچارج شعبہ اشاعت جرمنی)

اک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا ☆ ☆ ☆ قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیرِ غار

# اسلام کی ترقی خلافت سے وابستہ ہے

مقالہ خصوصی --- مکرم و محترم مولانا عطاء المجیب راشد

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَ لَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَ مَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿۵۶﴾ ( النور )

اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دیگا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ اور جو دین اس نے ان کے لیے پسند کیا ہے وہ ان کے لیے اُسے مضبوطی سے قائم کردیگا اور اُن کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لیے امن کی حالت تبدیل کردے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دئے جائیں گے۔

قارئین کرام! آج سے چودہ سو سال قبل چشم فلک نے ایک ایسا محیّر العقول نظارہ دیکھا جس کی مثال تاریخ عالم میں نظر نہیں آتی۔ مطلع عالم پر آفتاب رسالت کا طلوع ہونا تھا کہ گھٹا ٹوپ اندھیرے میں غرق دنیا یکدفعہ بقعۂ نور بن گئی۔ باعثِ تخلیق کائنات حضرت محمد مصطفی ﷺ کے بابرکت ظہور سے گمراہی کے خلاؤں میں بھٹکنے والی انسانیت نے فلاح کی راہ پالی۔ دین اسلام کی صورت میں فیضان الٰہی کا وہ چشمہ رواں ہوا کہ صدیوں کی پیاسی دھرتی سیراب ہوگئی اور بنجر زمینیں روحانیت کی صدابہار کھیتیوں سے لہلہانے لگیں۔ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعاؤں نے سارے عالمِ عرب میں ایک عظیم الشان انقلاب برپا کردیا۔ صدیوں کے مردے روحانی طور پر زندہ ہوگئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے۔ آنکھوں کے اندھے بینا ہوگئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوگئے۔ دنیا میں یکدفعہ ایک ایسا انقلاب بپا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔

انسانِ کامل کی صورت میں خداتعالیٰ کے مظہر اتم کا یہ حسین جلوہ اپنی معراج پر تھا کہ ہمارے محبوب آقا حضرت محمد مصطفی ﷺ کے وصال کا وقت آن پہنچا آپ کی رحلت پر وفاکیش صحابہ پر کیا گزری، ان کی حالتِ غم کا اندازہ کرنا کچھ آسان بات نہیں، کہنے والوں نے سچ کہا کہ:

"مدینہ نبی کریم ﷺ کے قدوم میمنت لزوم سے ماہتاب کی طرح روشن ہوگیا اور آج حضور اکرم کی وفات پر اس سے زیادہ تاریک مقام بھی ہماری آنکھوں نے نہیں دیکھا۔"

شاعر اسلام حضرت حسان بن ثابتؓ ایک عرصہ سے بصارت سے محروم تھے لیکن اس روز پہلی بار انہیں پتہ چلا کہ واقعی ان کی آنکھوں کا نور جاتا رہا۔ کتنا درد اور غم پنہاں ہے ان کے ان اشعار میں جو ان کی زبان پر جاری ہوئے۔

کُنۡتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِیۡ
فَعَمِیَ عَلَیۡکَ النَّاظِرُ
مَنۡ شَاءَ بَعۡدَکَ فَلۡیَمُتۡ
فَعَلَیۡکَ کُنۡتُ اُحَاذِرُ

کہ اے محمد ﷺ! تو تو میری آنکھ کی پتلی تھا۔ آج تیرے مرنے سے میری آنکھیں اندھی ہوگئی ہیں۔ اب تیرے بعد مجھے کیا پرواہ، جو چاہے مرے، مجھے تو تیری ہی موت کا ڈر تھا۔

یہ کربناک کیفیت صرف ایک حسانؓ کے دل کی نہ تھی بلکہ سارے صحابہ ہی غم کے مارے دیوانہ ہو رہے تھے۔ ایک تو یہ غم تھا کہ وہ ماں سے بڑھ کر شفقت کرنے والے پیارے وجود سے محروم ہوگئے ہیں اور دوسرے یہ غم ان کی جانوں کو ہلکان کئے جارہا تھا کہ ہمارے اس محبوب کی مقدس امانت کا اب کون محافظ ہوگا۔ نخلِ اسلام کا کیا بنے گا؟ کون اس کی آبیاری اور حفاظت کرے گا؟ ابھی تو تخم ریزی کا کام ہی ہوا ہے کون اس کو اپنے خونِ جگر سے سینچے گا اور کون اس مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے گا؟ یہ فکر ان کی روحوں کو گداز کررہا تھا کہ اب اسلام کا دفاع، اس کی اشاعت اور اس کی ترقی کیونکر ہوگی؟ اسلام کی عالمگیر فتح و نصرت اور ترقی و غلبہ کے خدائی وعدے کیونکر پورے ہوں گے؟

تاریخ اسلام کے اس سنگین موڑ پر صحابہ کرام کی حالت یہ تھی کہ وہ ان فکروں کی تاب نہ لا کر جیتے جی موت کی وادی میں اترنے والے تھے کہ صادق الوعد خدا نے اپنے محبوب کی امت کی دستگیری فرمائی اور اس کے دستِ رحمت نے خلافت کے ذریعہ ان کے شکستہ دلوں کو تھام لیا۔ خدائے قادر کا یہ سکینت بخش ہاتھ خلافت کی شکل میں آگے بڑھا اور لرزاں و ترساں دلوں کو سکون و اطمینان سے بھر دیا۔ پژمردہ دلوں میں جان پیدا ہوگئی کہ خدائے حی و قیوم نے ایک یتیم اور جاں بلب امت کے سر پر خلافت کا تاج رکھ کر انہیں ایک راہنما عطا کردیا جو ان کے محبوب آقا کا قائمقام اور اس نسبت سے ان کا محبوب آقا قرار پایا صحابہ کے چہرے خوشی سے تمتمانے لگے۔ جسم کو ایک سر مل گیا تھا۔ کارواں کو ایک سالار مل گیا تھا جس کے سر پر خدائی نصرت کا سہرا جگمگا رہا تھا۔ یہ ظہور تھا قدرت ثانیہ کا، یہ انعام تھا خلافت راشدہ کا اور یہ تکمیل تھی اس خدائی وعدہ کی جو اسلام کی سربلندی اور غلبہ کے لئے خدا تعالیٰ نے مومنوں سے فرمار کھا تھا۔ اس خدائی وعدہ اور اس کے پرشوکت ظہور کی تفصیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنیے، آپ فرماتے ہیں:-

"یہ خداتعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہتا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیۡ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہوجائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کرسکے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کردیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کردیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کرچکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کردیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔

۱:- اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔

۲:- دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہوجاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کرلیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہوجائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کرلیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔

پس جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہوگئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہوگئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق کو کھڑا کرکے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا "وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَ لَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا" یعنی خوف کے بعد ہم ان کے پیر جمادیں گے۔ (الوصیت)

اللہ تعالیٰ کی یہ زبردست قدرت یعنی قدرت ثانیہ خلافت کا وہ بابرکت روحانی نظام ہے۔ جس پر نبوت کے بعد اسلام کی ترقی کا انحصار اور اس کے غلبہ کا دارومدار ہے۔ یہی بابرکت نظام نبوت کا قائمقام اور ہر نوع کی ترقیات کی حتمی ضمانت ہوتا ہے۔ یہی وہ موعود آسمانی نظام ہدایت ہے جس کا آیت استخلاف میں مومنوں سے وعدہ فرمایا گیا ہے۔

نظام خلافت کے بارہ میں قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت عمدہ وضاحت فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

"قرآن شریف کی تعلیم اور سلسلہ رسالت کی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ دنیا میں کسی رسول اور نبی کو بھیجتا ہے تو اس سے اس کی غرض یہ نہیں ہوتی کہ ایک آدمی دنیا میں آئے اور ایک آواز دے کر واپس چلا جاوے بلکہ ہر نبی اور رسول کے وقت خدا تعالیٰ کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ دنیا میں ایک تغیر اور انقلاب پیدا کرے جس کے لئے ظاہری اسباب کے ماتحت ایک لمبے نظام اور مسلسل جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے اور چونکہ ایک انسان کی عمر بہرحال محدود ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ نبی کے ہاتھ سے صرف تخم ریزی کا کام لیتا ہے اور اس تخم ریزی کو انجام تک پہنچانے کے لئے نبی کی وفات کے بعد اس کی جماعت میں سے قابل اور اہل لوگوں کو یکے بعد دیگرے اس کے جانشین بناکر اس کے کام کی تکمیل فرماتا ہے۔ یہ جانشین اسلامی اصطلاح میں خلیفہ کہلاتے ہیں۔" (بحوالہ ماہنامہ خالد مئی 1960ء)

نظام خلافت کی عظمت، اس کی حکمت اور برکت کے بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب شہادۃ القرآن میں فرماتے ہیں:

"خلیفہ در حقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تاقیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔"

قرآن مجید کی آیت استخلاف پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نظام خلافت جو مومنوں کو بطور انعام عطا کیا جاتا ہے ایک نہایت ہی بابرکت اور عظیم الشان نظام قیادت ہے۔ ایمان اور اعمال صالحہ کے زیور سے آراستہ جماعت مومنین میں یہ نظام خود خدا تعالیٰ کے ہاتھوں قائم کیا جاتا ہے۔ خلافت نبوت کا تتمہ ہے اسی نور کا ظل کامل ہے۔ اس لحاظ سے برکات رسالت اور انوار نبوت کا پورا پورا عکس اس ماہتاب نبوت میں نظر آتا ہے۔ یہ وہ نظام ہے جو امت مسلمہ کے ہر خوف کو امن میں تبدیل کرتا ہے۔ دنیا میں خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کو اس شان سے قائم کرتا ہے کہ مشرکانہ زندگی پر موت وارد ہوجاتی ہے۔ یہ خلافت ہی ہے جو جماعت مومنین کے ایمان اور اعمال صالحہ کی سند ہر کران کے درمیان یکجہتی اور اتحاد کا درس دیتی ہے۔ خلافت وہ حبل اللہ ہے جو ساری امت کو وحدت اور الفت کی لڑی میں پرو کر بنیان مرصوص بنادیتی ہے۔

خلافت کی برکات میں سے سب سے عظیم الشان نعمت جس کا آیت استخلاف میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے سب سے پہلے ذکر فرمایا ہے۔ وہ استحکام اسلام اور تمکنت دین ہے۔ آیت کے الفاظ یہ ہیں "وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ" کہ خدائے قادر و یگانہ اس بات کا وعدہ اور حتمی اعلان کرتا ہے کہ نظام خلافت کے ذریعہ دین اسلام کو تمکنت اور مضبوطی عطا کی جائے گی اور ساری دنیا میں غلبہ اسلام کی آسمانی تقدیر خلافت کے ذریعہ پوری شان و شوکت اور جلال کے ساتھ جلوہ گر ہوگی۔ اس تحدی اور واشگاف اعلان میں یہ وعید بھی شامل ہے کہ خلافت کے بابرکت نظام سے الگ ہو کر کسی برکت، کسی ترقی اور کسی کامیابی کا تصور بھی ممکن نہیں۔ جو خلافت کے بابرکت حصار کے اندر ہوں گے کامیابی و کامرانی ان کے قدم چومے گی اور جو اس نعمت سے منہ موڑیں گے وہ ہمیشہ ناکامی و نامرادی کے خلاؤں میں بھٹکتے رہیں گے۔

اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جب تک مسلمانوں میں صحیح اسلامی خلافت کا نظام یعنی خلافت راشدہ قائم رہی اسلام کو ترقی و غلبہ نصیب ہوا۔ اور جب مسلمان اپنی بدعملیوں کی پاداش میں اس خدائی انعام سے محروم ہوئے تو اس کے ساتھ ہی ان کی کامیابیوں اور کامرانیوں کا سورج بھی ڈھل گیا۔ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ کے وصال مبارک کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے "ثُمَّ تَکُوۡنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنۡہَاجِ النُّبُوَّۃِ" کے مطابق مسلمانوں کو خلافت سے نوازا تو خلافت راشدہ کے اس بابرکت دور میں اسلام کی شان و شوکت نہ صرف عرب میں بلکہ دنیا کے طول و عرض میں قائم ہوئی اللہ تعالیٰ نے جماعت مومنین کو جو وعدہ عطا فرمایا تھا کہ "اَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ" اس وعدہ کے مطابق مسلمانوں کو ہر میدان میں اور ہر جہت میں کامیابی اور غلبہ نصیب ہوا۔ کہاں یہ حالت کہ وصال نبوی کے بعد فتنۂ ارتداد نے نوبت یہاں تک پہنچا دی تھی کہ مدینہ کے علاوہ صرف ایک یا دو جگہ پر نماز باجماعت ادا کی جاتی تھی اور پھر یہ عالم کہ تیس سال کے اندر اندر مشرق میں افغانستان اور چین کی سرحدوں تک، مغرب میں طرابلس اور شمالی افریقہ کے کناروں تک، شمال میں بحر قزوین تک اور جنوب میں حبشہ تک اسلامی پرچم لہرانے لگا۔ خلافت راشدہ میں اسلام کی اس ترقی اور غلبہ کو دیکھ کر آج بھی دنیا انگشت بدنداں ہے۔

اسلام کی ترقی و عروج کا یہ وہ زمانہ تھا کہ کسی بڑے سے بڑے مخالف کو بھی اس کے مقابلہ کی تاب نہ تھی۔ اسلام کی شان و شوکت اور مسلمانوں کے رعب و دبدبہ کا یہ عالم

تھا کہ قیصر و کسریٰ کی عظیم الشان حکومتیں بھی ان کے نام سے لرزتی اور خم کھاتی تھیں۔ حق یہ ہے کہ خلافت راشدہ کے اس سنہری دور میں اسلام کو وہ عظمت اور سربلندی حاصل ہوئی کہ آج بھی جب کوئی انصاف پسند مؤرخ مڑ کر اس دور پر نظر کرتا ہے تو حیرت کی تصویر بن جاتا ہے۔ اسے سمجھ نہیں آتی کہ صحرائے عرب کے بادیہ نشین فاتح اقوام عالم کیسے بن گئے؟ وہ نہیں جانتا کہ یہ سب خلافت راشدہ کا ثمرہ تھا۔ وہ خلافت راشدہ جس کے ساتھ اسلام کے غلبہ کی تقدیر وابستہ ہے!

خلافت راشدہ کے مبارک دور میں اسلام کی ترقی اور سربلندی کا یہ مختصر تذکرہ مکمل نہیں ہو سکتا جب تک ان فتنوں اور مسائل کا کچھ ذکر نہ کیا جائے جو خلافت راشدہ میں اور خاص طور پر اس کے آغاز کے موقعہ پر یکے بعد دیگرے اٹھے اور عظمت خلافت کے سامنے سرنگوں ہو کر رہ گئے۔ ارتداد کا فتنہ اٹھا، مانعین زکوٰۃ نے بغاوت کا علم بلند کیا، منافقین نے امت مسلمہ کی شیرازہ بندی کو ختم کرنا چاہا، جھوٹے مدعیان نبوت نے قصر اسلام میں نقب زنی کی کوشش کی۔ یوں نظر آتا تھا کہ یہ منہ زور فتنے عظمت اسلام کو پامال کر کے رکھ دیں گے لیکن جس خدا نے اپنے وعدہ کے مطابق امت مسلمہ کو خلافت کا انعام عطا فرمایا تھا اور جس نے یہ وعدہ فرمایا تھا " وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ " کہ میں اس خلافت کے ذریعہ اپنے اس پسندیدہ دین اسلام کو تمکنت، عظمت اور سربلندی عطا کروں گا۔ اس سچے وعدوں والے خدا نے وقت کے خلیفہ سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ عزم، حوصلہ اور اقدام کی وہ آہنی قوت عطا فرمائی کہ دیکھتے ہی دیکھتے سب فتنے زیر نگیں ہو گئے اور خرمن اسلام ان بگولوں کی زد سے پوری طرح محفوظ و مامون رہا۔

صرف ایک واقعہ کا معین ذکر کرتا ہوں۔ رسول مقبول ﷺ نے اپنے وصال سے قبل حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں مسلمانوں کا ایک لشکر جرار شام کی طرف بھیجنے کا ارشاد فرمایا۔ لشکر ابھی روانہ بھی نہ ہوا تھا کہ آپؐ کا وصال ہو گیا۔ حالات میں یکدفعہ تغیر پیدا ہو گیا۔ بدلے ہوئے حالات میں بظاہر اس لشکر کو روک لینا ہر لحاظ سے قرین مصلحت نظر آتا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی سیاست دانی اور جرأت کا لوہا ایک دنیا مانتی ہے دربار خلافت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں کہ اے خلیفۃ الرسول! حالات کا تقاضا ہے کہ اس لشکر کے بارہ میں کچھ تبدیلی کر دی جائے۔ مرکز کی حفاظت کے خیال سے اس لشکر کو روک لیا جائے۔ خلافتِ حقہ کی برکت اور عظمت کا اندازہ لگائیے کہ وہ جسے رقیق القلب سمجھ کر کمزور خیال کیا جاتا تھا، ہاں، وہی ابو بکر جسے اب خدا تعالیٰ نے خلافت کا منصب عطا فرما دیا تھا آپ کا جواب یہ تھا کہ اس لشکر کو روکنے کا کیا سوال، خدا کی قسم! اگر پرندے میرے گوشت کو نوچ نوچ کر کھانا شروع کر دیں تو تب بھی میں اپنی خلافت کا آغاز کسی ایسی بات کو روکنے سے نہیں کروں گا جس کا حکم رسول اللہ ﷺ اپنی زندگی میں دے چکے ہیں۔ جو بات خدا کا رسول کہہ چکا ہے وہ آخری اور اٹل ہے۔ یہ لشکر جائے گا اور ضرور جائے گا، اور کوئی صورت نہیں کہ اس لشکر کو روکا جائے۔

صحابہ نے پھر باادب عرض کیا کہ کم از کم لشکر کی روانگی میں کچھ تاخیر کر دی جائے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ بھی ناممکن ہے مجھے اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اگر مدینہ کی عورتوں کی نعشوں کو کتے مدینہ کی گلیوں میں گھسیٹتے پھریں تب بھی میں اس لشکر کو ہرگز ہرگز نہیں روکوں گا جس کو رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے ہاتھوں سے تیار فرمایا تھا۔ یہ لشکر ضرور روانہ ہو گا اور فوری طور پر روانہ ہو گا۔

صحابہ نے ایک بار پھر کوشش کی اور پورے ادب سے مشورہ عرض کیا کہ اور کچھ ممکن نہیں تو کم از کم نوعمر اور ناتجربہ کار اسامہ کی جگہ کسی اور تجربہ کار شخص کو امیر لشکر مقرر فرما دیا جائے۔ اس پر حضرت ابو بکرؓ نے پھر فرمایا کہ ہرگز ممکن نہیں جس کو خدا کے رسول نے مقرر فرما دیا ہے ابن ابی قحافہ کی کیا مجال کہ وہ اسے تبدیل کر سکے۔ یہ لشکر اسامہ ہی کی قیادت میں جائے گا اور ضرور جائے گا۔

چنانچہ دنیا نے دیکھا کہ باوجود انتہائی نامساعد حالات کے خلیفۃ الرسول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات کو لفظاً لفظاً پورا کیا جو رسول خدا ﷺ کے مبارک ہونٹوں سے نکلی تھی۔ کتنا ایمان افروز نظارہ تھا جب حضرت ابو بکر خود اس لشکر کو رخصت کرنے کے لئے مدینہ سے باہر نکلے۔ اسامہ کو سوار کرایا اور خود ساتھ پیدل چلنے لگے۔ اسامہ بار بار عرض کرتے کہ اے خدا کے رسول کے خلیفہ! یا تو آپ بھی سوار ہوں یا مجھے اترنے کی اجازت دیں۔ فرمایا نہیں، نہ یہ ہو گا نہ وہ ہو گا۔ نہ میں سوار ہوں گا اور نہ تم پیدل چلو گے۔

پس اس شان سے حضرت اسامہ کا لشکر مدینہ سے روانہ ہوا اور بعد کے حالات نے ثابت کر دیا کہ خلیفہ وقت کا یہ فیصلہ بہت ہی مبارک اور اسلام کی سربلندی کا موجب ہوا۔ دشمن اتنے مرعوب ہوئے کہ مدینہ پر حملہ کی جرأت نہ کر سکے اور یہ لشکر فتح و نصرت کے ساتھ بانیل مرام مدینہ واپس آیا۔ خلافت راشدہ کے آغاز ہی میں اس پرشوکت واقعہ نے عظمتِ خلافت کو قائم کر دیا اور ہر شخص پر واضح ہو گیا کہ اسلام کی تمکنت اور دین حق کا غلبہ و استحکام خلافت سے وابستہ ہے۔

خلافت راشدہ کے اس پرشوکت دور کے بعد مسلمانوں کی ناشکری کے سبب خلافت کا انعام اپنی پہلی شکل میں قائم نہ رہا۔ خلافت کی جگہ ملوکیت اور بادشاہت نے راہ پالی اور اس کے ساتھ ہی ان تمام برکات کی بھی صف لپیٹ دی گئی جو خلافت سے وابستہ ہوتی ہیں۔ اکناف عالم میں اسلام کی جو ترقی اور غلبہ خلافت کے ذریعہ نصیب ہوا تھا، اس دور استبداد و ملوکیت میں اس کا سایہ کھچنے لگا۔ مسلمانوں کی عظمت نے ان کو خیر باد کہا۔ ان کی شان و شوکت ان سے منہ موڑ کر رخصت ہو گئی۔ مسلمانوں کی صفوں میں تفرقہ اور اختلاف اس حد تک بڑھ گیا کہ اتحاد و یگانگت کو یکسر بھلا کر باہم برسرپیکار ہو گئے اور نتیجہ یہ ہوا کہ وہ قوم جس نے نبوت کے آفتاب اور خلافت کے ماہتاب سے منور ہو کر ترقی و عروج کی چوٹیوں کو پامال کیا تھا اب تنزل و انحطاط کے قعر مذلت میں جا پڑی۔ اس دور کا ایک ایک دن اور ایک ایک رات اس بات کی گواہی دے رہی تھی کہ امت مسلمہ نے جو پایا تھا وہ خلافت کے طفیل پایا تھا، اس خلافت کو چھوڑا ہے تو اب ان کی جھولی خالی ہو کر رہ گئی ہے۔

قارئین کرام! خلافت راشدہ سے محرومی کے بعد مسلمانوں کی کسمپرسی کی یہ طویل رات کم و بیش ایک ہزار سال تک جاری رہی۔ صادق و مصدوق ﷺ کی پیش خبری کے عین مطابق فیج اعوج کے اس زمانہ میں اسلام کی حالت ناگفتہ بہ ہو گئی۔ ایمان ثریا پر جا پہنچا اور کیفیت یہ ہو گئی کہ ؎

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

بالآخر اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور سچے وعدوں والے خدا نے اپنے وعدے کے مطابق اس دور آخرین میں ایک آسمانی مصلح کے ذریعہ احیائے اسلام کی بنیاد رکھی۔ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی روحانی بعثت ثانیہ کے طور پر مبعوث فرمایا اور امام مہدی اور مسیح موعود کا بلند منصب عطا فرمایا۔ آپ کی آمد کا مقصد یحی الدین و یقیم الشریعۃ کے الفاظ میں بیان ہوا ہے۔ احیائے اسلام، قیام شریعت اور تکمیل اشاعت اسلام کے کام کو اس حد تک آگے بڑھانا کہ بالآخر عالمگیر غلبہ اسلام پر منتج ہو بلا استثناء سب مفسرین قرآن اس بات پر متفق ہیں کہ آیت کریمہ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ میں جس غلبہ اسلام بر ادیان باطلہ کی پیشگوئی کی گئی ہے یہ غلبہ اپنے پورے جلال اور پوری شان و شوکت کے ساتھ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے وقت میں ظہور پذیر ہو گا۔

حضرت سید محمد اسماعیل شہید علیہ الرحمۃ اپنی کتاب "منصب امامت" میں فرماتے ہیں "ظہور دین کی ابتداء پیغمبر ﷺ کے زمانہ میں ہوئی اور اس کی تکمیل حضرت مہدی علیہ السلام کے ہاتھ سے ہو گی۔" (صفحہ 76)

خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے "خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔" (الوصیت)

ہم گواہ ہیں اس بات کے کہ اسلام کے اس عالمگیر غلبہ کی بنیاد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس ہاتھوں رکھی گئی، اور آپ نے اپنی حیات طیبہ کا ایک ایک لمحہ اس مقصد کی خاطر قربان کر دیا خدا تعالیٰ کی ہزار ہزار رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں رسول مقبول ﷺ کے اس محبوب ترین روحانی فرزند پر جس نے خدمت دین اسلام کا حق ادا کر دیا۔ آپ کی دینی خدمات کے تفصیلی تذکرہ کا یہ موقع نہیں لیکن میں یہ کہنے سے رک نہیں سکتا کہ خدا تعالیٰ کے اس پہلوان جَرِيُّ اللّٰهِ فِي حُلَلِ الْأَنْبِيَاءِ نے اسلام کی مدافعت، اس کی سربلندی اور ترقی کے لئے ایسی عظیم الشان خدمات سرانجام دیں کہ اشد ترین مخالفین نے بھی اس کا برملا اعتراف کیا آپ کو اسلام کا فتح نصیب جرنیل قرار دیا اور اقرار کیا کہ آپ نے اسلام کے عالمگیر غلبہ کے لئے نہایت مستحکم بنیادیں استوار کر دی ہیں۔

بالآخر آپ کی زندگی میں بھی وہ دن آ گیا جو ہر فانی انسان کی زندگی میں آیا کرتا ہے لیکن آپ نے اپنے وصال سے پہلے یہ بشارت دی کہ خدائے قادر و توانا آپ کے ذریعہ جاری ہونے والے مشن کو ہرگز ناتمام نہیں چھوڑے گا اور غلبہ اسلام کی آسمانی مہم خلافت کے زیر سایہ پھولتی پھلتی اور پروان چڑھتی رہے گی۔ آپؑ نے فرمایا:-

"یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے خدا اس کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ وہ راضی نہیں ہو گا جب تک کہ اس کو کمال تک نہ پہنچاوے۔ اور وہ اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کے گرد احاطہ بنائے گا اور تعجب انگیز ترقیات دے گا۔" (انجام آتھم)

27 مئی 1908ء کا دن وہ تاریخی دن ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے مسیح محمدی کے ہاتھوں قائم ہونے والی جماعت احمدیہ کو خلافت کے انعام سے نوازا اور انہیں وہ وسیلۂ فتح و ظفر عطا فرمایا جس کے ساتھ اسلام کی ترقی اور غلبہ وابستہ ہے۔ آج اس انعام الٰہی پر 90 برس کا عرصہ پورا ہو چکا ہے۔ خدا گواہ ہے اور ہم اس کے حضور سجدات شکر بجا لاتے ہوئے اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ ان 90 سالوں کا ایک ایک دن اس بات پر گواہ ہے کہ خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو وہ عظمت و تمکنت اور وہ عالمگیر ترقی عطا فرمائی ہے جو ایک جاری و ساری زندہ و تابندہ معجزہ کا حکم رکھتی ہے۔

قارئین! خلافت احمدیہ کے ذریعہ غلبہ اسلام کی داستان دلنشین اور ایمان افروز ہونے کے ساتھ ساتھ اتنی پرشوکت اور پرعظمت ہے کہ اس کا بیان کرتے ہوئے قلم لڑکھڑاتا ہے اور الفاظ میرا ساتھ نہیں دیتے کہ کس طرح خلافت احمدیہ کے ذریعہ ہونی والی اسلام کی عالمگیر روز افزوں ترقی کو نوک قلم پر لاؤں۔ حق یہ ہے کہ خدمت و اشاعت اسلام کا جو بیج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس ہاتھوں سے بویا گیا آج خلافت احمدیہ کے زیر سایہ ایک تناور درخت بن چکا ہے۔ پاکیزہ کلمہ کی مثال کی طرح اس درخت کی جڑیں اکناف عالم میں مضبوطی سے قائم ہو چکی ہیں۔ اور اس کی شاخوں نے فضائی وسعتوں کو بھر دیا ہے ہندوستان کی سرزمین سے باہر مشنوں کے قیام کا آغاز خلافت احمدیہ کے دور میں ہوا اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک سو ساٹھ ملکوں میں جماعت احمدیہ باقاعدہ طور پر قائم ہو چکی ہے۔ وہ قافلہ جو 40 فدائیوں کے ساتھ روانہ ہوا تھا آج اس کی تعداد ایک کروڑ سے تجاوز کر چکی ہے اور ہر روز بڑھتی چلی جاتی ہے۔ قادیان کی گمنام بستی سے اٹھنے والی آواز کی بازگشت آج اکناف عالم میں سنائی دے رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آواز کو اتنی عظمت اور پذیرائی عطا کی ہے کہ اقصائے عالم کے دانش ور اس کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر اسے توجہ سے سنتے اور اس کی صداقت کا اعتراف کرتے ہیں۔

حق یہ ہے کہ خلافت کے زیر سایہ تحریک احمدیت نے ایسا عالمگیر تشخص حاصل کر لیا ہے کہ آج دنیا کا کوئی خطہ اس کی برکتوں سے محروم نہیں اور حقیقی معنوں کے اعتبار سے بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ عالم احمدیت پر کبھی سورج غروب نہیں ہوتا۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ ہر آن اور ہر گھڑی عالم احمدیت پر خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کا سورج ہمیشہ جلوہ گر رہتا ہے اور خدائی نصرتوں کے زیر سایہ عالمگیر غلبہ اسلام کی یہ موعود صبح لمحہ بہ لمحہ روشن تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔

ساری دنیا میں تبلیغی مراکز کا جال بچھانے کے ساتھ ساتھ خلافت احمدیہ کے زیر سایہ اسلامی لٹریچر کی دنیا بھر کی زبانوں میں اشاعت ایک ایسا کارنامہ ہے جو اپنی مثال آپ ہے۔ لٹریچر کے ضمن میں سب سے اہم قرآن مجید کے تراجم ہیں۔ کیا یہ بات معجزہ سے کم ہے کہ گذشتہ تیرہ سو سال میں ساری دنیا کے مسلمانوں نے جتنی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کئے تھے اس سے دگنی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم خلافت رابعہ کے چند سالوں کے اندر اندر جماعت احمدیہ پیش کرنے کی سعادت پا رہی ہے۔ قرآن مجید کی منتخب آیات، احادیث اور اقتباسات مسیح موعود علیہ السلام دنیا کی ایک سو سے زائد زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ اسلامی لٹریچر غیر معمولی کثرت سے شائع اور تقسیم ہو رہا ہے۔ کتب کی نمائشوں کا وسیع سلسلہ اشاعت اسلام میں مؤثر کردار ادا کر رہا ہے۔

اکناف عالم میں مساجد کی تعمیر میں جماعت احمدیہ کو ایک امتیازی مقام حاصل ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں

مساجد تعمیر کرنے کا سہرا جماعت احمدیہ کے سر ہے۔ اسلامی تعلیم کو عمل کے سانچہ میں ڈھالتے ہوئے مغربی اور مشرقی افریقہ میں تعلیمی اور طبّی اداروں کا قیام اور انسانیت کی بے لوث خدمت ان علاقوں کے لوگوں کے دل اسلام کے لئے جیت رہی ہے۔ لوٹ کھسوٹ کے اس دور میں غرباء، یتامیٰ اور بیوگان کی بے لوث خدمت کے طور پر انہیں بیوت الحمد عطا کرنے کی سعادت بھی جماعت احمدیہ کو حاصل ہے۔

اسلام کی حرمت و ناموس کی حفاظت اور دفاع میں جماعت احمدیہ نے ہمیشہ ہی صف اول میں مثالی کردار ادا کیا ہے اور جہاں تک اسلام کی عظمت اور ترقی کی خاطر قربانیاں دینے اور دیتے چلے جانے کا میدان ہے۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ ہر دور میں ایمان افروز واقعات سے پر نظر آتی ہے، اشاعت اسلام کی خاطر جان، مال وقت اور عزت کے نذرانے اتارنے والی یہی ایک جماعت ہے جس نے اپنی قربانیوں سے قرون اولی کے صحابہ کی یاد کو تازہ کردیا ہے۔ زندگی سے کسے پیار نہیں ہوتا، لیکن یہی پیاری زندگی پیارے اسلام کی خاطر وقف کرنا، اپنے ہونے والے بچوں کو وقفِ نو میں پیش کرنا، تبلیغ اسلام کی خاطر غریب الوطن ہو جانا اور بالآخر راہ جہاد میں شہادت پا کر انہی سرزمینوں میں دفن ہو جانا کلمہ طیبہ کی عظمت کی خاطر ماریں کھانا، بیڑیاں پہننا اور وفور محبت سے انہیں چومنا، اسلام کی محبت کے جرم میں اسیر ان راہ مولا بننا، اور زندگی کے سالہا سال تاریک کوٹھریوں میں گذار دینا، دکھ اٹھانا اور وقت آنے پر اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے اپنے مقدس خون سے داستان وفا رقم کرنا۔

الغرض شاہراہ ترقی اسلام کا کوئی موڑ ایسا نہیں جس پر جماعت احمدیہ پوری شان کے ساتھ مصروف عمل نہ ہو۔ اس شاہراہ کی کوئی بلند سے بلند منزل ایسی نہیں جس پر اسلام کو دل و جان سے زیادہ عزیز رکھنے والے احمدی جاں فروشوں کے قدموں کے نشانات نظر نہ آتے ہوں۔ حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو یہ منفرد اعزاز اور سعادت اس وجہ سے عطا فرمائی ہے کہ آج دنیا کے پردہ پر یہی ایک جماعت ہے جو "الا وھی الجماعۃ" کی حقیقی مصداق اور ایک واجب الاطاعت امام کے زیر سایہ بنیان مرصوص کا منظر پیش کرتی ہے۔

یہی ایک جماعت ہے جس کو خلافت کی نعمت میسر ہے جو ایک روحانی سربراہ کی آواز پر اٹھنا اور اس کے اشارہ پر بیٹھنا جانتی ہے۔ ہاں ہاں یہ وہی جماعت ہے جس کا امام، جماعت کے افراد سے ماں سے بڑھ کر پیار کرنے والا ہے اور دوسری جماعت کے سب مرد و زن اپنے پیارے امام کے گرد پروانہ صفت طواف کرنے والے ہیں۔ خلافت کی نعمت نے انہیں ایک ہاتھ پر جمع کر کے یہ اعجاز بخشا ہے کہ ایک کروڑ احمدی فدائیوں نے خدمت و اشاعتِ اسلام کے سلسلہ میں وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں جس کی توفیق ایک ارب سے زائد مسلمان کہلانے والوں کو نصیب نہیں ہو سکی۔ اس اعزاز اور سعادت کی وجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو خلافت جیسی عظیم نعمت سے نوازا جس کے ساتھ اسلام کی ترقی وابستہ ہے بلکہ حق تو یہ ہے کہ اسلام کی ترقی کی خاطر کوشش اور قربانی کی توفیق کا ملنا بھی اس خلافت سے وابستہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

" دیکھو ہم ساری دنیا میں تبلیغ اسلام کر رہے ہیں مگر تم نے کبھی غور کیا کہ یہ تبلیغ کس طرح ہو رہی ہے؟ ایک مرکز ہے جس کے ماتحت وہ تمام لوگ جن کے دلوں میں اسلام کا درد ہے اکٹھے ہوگئے ہیں اور اجتماعی طور پر اسلام کے غلبہ اور اس کے احیاء کے لئے کوشش کر رہے ہیں وہ بظاہر چند افراد نظر آتے ہیں مگر ان میں ایسی قوت پیدا ہوگئی ہے کہ وہ بڑے بڑے اہم کام سرانجام دے سکتے ہیں جس طرح آسمان سے پانی قطروں کی صورت میں گرتا ہے پھر وہی قطرے دھاریں بن جاتی ہیں اور وہی دھاریں ایک بہنے والے دریا کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ اس طرح ہمیں زیادہ قوت اور شوکت حاصل ہوتی چلی جا رہی ہے...... اس کی وجہ محض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں خلافت کی نعمت عطا کی ہے۔" (الفضل 25 مارچ 1951ء)

اسی طرح فرمایا:

"اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا جب تک خلافت نہ ہو۔ ہمیشہ اسلام نے خلفاء کے ذریعہ ترقی کی ہے اور آئندہ بھی اسی ذریعہ سے ترقی کرے گا۔" (درس القرآن صفحہ 72 مطبوعہ نومبر 1921ء از حضرت المصلح الموعودؓ)

شوکت اسلام کی علمبردار جماعت احمدیہ کی سو سالہ تاریخ مصائب و مشکلات اور خدائی فضلوں کی تاریخ ہے۔ اس عرصہ میں مخالفت کی آندھیاں چلیں۔ مخالفین نے اپنے ترکش کے سب تیروں کو چلایا اور پہاڑوں جیسی شخصیتوں نے احمدیت سے ٹکر لی لیکن خدائی وعدہ کے مطابق ہمیشہ اور ہر بار حق غالب ہؤا اور باطل نے منہ کی کھائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر خلافت کے بارہ میں شکوک و شبہات نے سر اٹھایا جس کو حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسے صدیقی عزم و جلال کے ساتھ کچل کر رکھ دیا۔

خلافت ثانیہ کے آغاز پر پھر منکرین خلافت نے بھرپور فتنہ پیدا کیا اور علیحدہ ہو کر لاہور کی راہ لی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے باوجود نوعمری کے اس فتنہ کے وقت جماعت کی ایسی اعلیٰ قیادت کی کہ منافقین کی سب چالیں ناکام ہوئیں پھر اسی خلافت ثانیہ کے تاریخی دور میں مصری کا فتنہ اٹھا۔ مستریوں نے فتنہ برپا کر دیا۔ احرار نے جماعت کو مٹانے کے لئے ملک گیر مہم جاری کی۔ تقسیم ملک کا زلزلہ آیا جس نے جماعت کو اپنے دائمی مرکز سے الگ ہو کر ایک نیا مرکز بنانے پر مجبور کیا۔ ابھی جماعت اپنے قدموں پر سنبھل رہی تھی کہ 1953ء میں جماعت کے خلاف ملک گیر طوفان مخالفت برپا ہو گیا۔ حقیقت پسند پارٹی نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اندرونی طور پر جماعت کو منتشر اور گمراہ کرنے کی کوشش کی۔ ان فتنوں نے یکے بعد دیگرے سر اٹھایا لیکن ہر بار، ہر فتنہ خلافت کی عظیم چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گیا۔ احرار کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی اور منافقین کے ناپاک عزائم خاکستر ہو گئے خدا کے طاقتور ہاتھ نے خلافت کے ذریعہ جماعت کو ترقی اور اسلام کو غلبہ عطا فرمایا۔

خلافت ثالثہ کے دور میں 1974ء ہنگاموں میں مخالفین نے ایک بار پھر سر توڑ کوشش کی کہ جماعت کو ختم کر سکیں لیکن ہمیشہ کی طرح ناکام و نامراد رہے۔ کئی خوش قسمت احمدیوں کے سر تن سے جدا کر دیئے گئے، ان کی جائیدادیں لوٹ لی گئیں، ان کے گھر جلا دیے گئے لیکن کوئی ان کے چہرے سے مسکراہٹ نہ چھین سکا۔

خلافت رابعہ کا آغاز ہؤا تو خلیفہ وقت کی مقناطیسی شخصیت اور برق رفتاری کو دیکھ کر مخالفین احمدیت کے اوسان خطا ہو گئے اور انہوں نے مخالفانہ کوششوں کو نقطہ عروج تک پہنچا دیا اور 1984ء میں رسوائے زمانہ سیاہ قانون جاری کر کے احمدیت کی ترقی کا راستہ بند کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ یہ ضرور ہؤا کہ چند پاکبازوں نے شہادت کا جام پیا اور متعدد اسیران راہ مولا آج بھی کال کوٹھریوں کو بقعۂ نور بنائے ہوئے ہیں لیکن خدا گواہ ہے کہ احمدیت کی ترقی پذیر دنیا پر طلوع ہونے والا سورج ہر روز مخالفین کی کوششوں پر ناکامی کی مہریں لگاتا ہے اور وہ جو احمدیت کو مٹا دینے کا عزم لے کر زبانیں دراز کر رہے تھے خدائے قادر و توانا نے ان کے پرخچے اڑا کر رکھ دیئے! کہاں ہے وہ آمر جس نے کہا تھا کہ میری کرسی بہت مضبوط ہے، اور میں احمدیوں کے ہاتھ میں کشکول پکڑا کر رہوں گا، کہاں ہے وہ آمر جس نے فرعون کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کہا تھا کہ میں احمدیت کے کینسر کو مٹا کر دم لوں گا۔ دیکھو ہمارے خدا نے ان دشمنان اسلام کے نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹا کر رکھ دیئے۔ مردان حق، خلفائے احمدیت کی دعاؤں نے نمرودیت کو کچل کر رکھ دیا۔ کوئی تختہ دار پر نظر آیا تو کسی کے جسم کے ذرات خاک کا ڈھیر بن کر صحراؤں میں بکھر گئے! کوئی سننے والا ہو تو سنے کہ احمدیت کے مخالفین کا یہ مقدر ہر دور میں رہا ہے اور مستقبل میں بھی ان کی تقدیر اس سے کچھ مختلف نہیں۔ خلافت کی برکت سے اور خلافت کے زیر سایہ جماعت احمدیہ کے لئے ایک فتح کے بعد دوسری فتح منتظر ہے اور ہمارے مخالفین کے نصیب میں ناکامی اور پھر ناکامی اور پھر ناکامی لکھی جا چکی ہے۔

سنو! کہ وہ جو خدا کی تائید سے بولتا ہے، وہ جس کے سر پر خدا کا سایہ ہے، وہ جسے خدا نے اس زمانہ میں کشتی اسلام کا محافظ اور مومنوں کا راہنما مقرر فرما دیا ہے۔ سنو اور توجہ سے سنو کہ وہ کیا فرماتا ہے۔ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"آئندہ بھی مخالفت ضرور ہوگی اس سے کوئی انکار نہیں کیونکہ جماعت کی تقدیر میں یہ لکھا ہے کہ مشکل راستوں سے گذرے اور ترقیات کے بعد نئی ترقیات کی منازل میں داخل ہو۔ یہ مشکلات ہی ہیں جو جماعت کی زندگی کا سامان مہیا کرتی ہیں۔ اس مخالفت کے بعد جو وسیع پیمانے پر اگلی مخالفت مجھے نظر آ رہی ہے وہ ایک دو حکومتوں کا قصہ نہیں اس میں بڑی بڑی حکومتیں مل کر جماعت کو مٹانے کی سازشیں کریں گی اور جتنی بڑی سازشیں ہوں گی اتنی ہی بڑی ناکامی ان کے مقدر میں بھی لکھ دی جائے گی۔

مجھ سے پہلے خلفاء نے آئندہ آنے والے خلفاء کو حوصلہ دیا تھا اور کہا تھا کہ تم خدا پر توکل رکھنا اور کسی مخالفت کا خوف نہیں کھانا۔ میں آئندہ آنے والے خلفاء کو خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم بھی حوصلہ رکھنا اور میری طرح ہمت و صبر کے مظاہرے کرنا اور دنیا کی کسی طاقت سے خوف نہیں کھانا۔ وہ خدا جو ادنی مخالفتوں کو مٹانے والا خدا ہے وہ آئندہ آنے والی زیادہ قوی مخالفتوں کو بھی چکنا چور کر کے رکھ دے گا اور دنیا سے ان کے نشان مٹا دے گا۔ جماعت احمدیہ نے بہرحال فتح کے بعد ایک اور فتح کی منزل میں داخل ہونا ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اس تقدیر کو بہرحال بدل نہیں سکتی۔" (خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 29 جولائی 1984ء بر موقع یورپین اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ)

برادران احمدیت! ہماری کتنی خوش قسمتی اور سعادت ہے کہ آج دنیا کے پردہ پر صرف احمدیت ہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے خلافت کا بابرکت نظام عطا فرمایا ہے۔ مختلف طرز کے قیادت کے نظام تو نظر آتے ہیں لیکن کوئی ایسا قائد نہیں جس کو خدا نے مقرر کیا ہو۔ کوئی ایسا سربراہ نہیں جس کے سر پر خدا کا سایہ ہو کوئی ایسا نہیں جس کو خدائی مدد اور نصرت کا علم عطا کیا گیا ہو۔ کوئی نہیں جس کے قدموں میں خدائی اذن سے فتوحات پھیلتی چلی جاتی ہوں۔

ہم پر خدائے ذوالمنن کا یہ مزید احسان اور کرم ہے کہ ہمیں اس خلافت کے خدام ہونے کا شرف عطا کیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں ایک عظیم امانت کا امین بنایا ہے۔ ایک عظیم الشان انعام سے نوازا ہے لیکن یاد رہے کہ یہ سعادت اپنے ساتھ عظیم ذمہ داریاں بھی لے کر آتی ہے۔ یہ انعام ہمیں اطاعت کی دعوت دیتا ہے۔ ایسی اطاعت کہ اپنا کچھ نہ رہے اور ہر حرکت و سکون آقا کے اشارے پر قربان ہونے کو بے تاب نظر آئے۔ یہ انعام ہمیں قربانی اور استقامت کے میدانوں کی طرف بلاتا ہے وہ میدان جن میں قرون اولیٰ اور اس دور آخرین کے صحابہ کی عظیم الشان قربانیوں کی داستانیں رقم ہیں ان داستانوں کو آج پھر سے زندہ کرنا ہمارا فرض ہے۔

مکہ کی وادیوں میں گونجنے والی حضرت بلالؓ کی صدائے اَحد اَحد کی بازگشت کو دہرانا آج ہمارا ذمہ ہے۔ دیکھو اور سنو کہ اُحد کے شہداء کی روحیں پکار پکار کر تمہیں دعوت دے رہی ہیں کہ جس طرح انہوں نے ہتھیلیوں پر رکھ کر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے اور شمع رسالت پر آنچ نہ آنے دی۔ اسی طرح آج تم بھی پروانہ وار خلافت کا طواف کرو اور وقت آئے اور ضرورت پڑے تو "فُزتُ بِرَبِّ الكَعْبَة" کا نعرہ لگاتے ہوئے شہادت کی ابدی زندگی کے وارث بن جاؤ۔

اے شمع خلافت کے پروانو! گوش بر آواز آقا بن جاؤ۔ حضرت مقدادؓ نے ایک اعلان کیا تھا اور صحابہ نے اس کے ایک ایک حرف کو سچ کر دکھایا تھا اسی طرح آج تم بھی اس بات کا عزم کرو کہ ہم شمع خلافت کے دائیں بھی لڑیں گے، بائیں بھی لڑیں گے، آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے۔ اور دشمن احمدیت اس وقت تک شمع خلافت تک نہیں پہنچ سکے جب تک ہماری لاشوں کو روند کر نہ جائیں۔ آیئے ہم خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر ایک بار پھر یہ عہد کریں کہ ہمارے سر تو تن سے جدا ہو سکتے ہیں لیکن ہمارے جیتے جی کوئی اس شمع خلافت کی طرف بری نیت سے پیش قدمی نہیں کر سکے گا۔ خدا کرے کہ ہم سب کی طرف سے ہمیشہ ہمارے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور خلافت احمدیہ کے جاں نثار خدام میں ہمارا شمار ہو (آمین)

## سب برکتیں خلافت میں ہیں

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبوت اور خلافت کے باہمی تعلق کو احباب جماعت پر واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اے دوستو! میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں۔ نبوت ایک بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دنیا میں پھیلا دیتی ہے۔ تم خلافت حقّہ کو مضبوطی سے پکڑو۔ اور اس کی برکات سے دنیا کو متمتع کرو۔ تا خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے اور تم کو اس دنیا میں بھی اونچا کرے اور اُس جہان میں بھی اونچا کرے۔ تا مرگ اپنے وعدوں کو پورا کرتے رہو اور میری اولاد اور حضرت مسیح موعود کی اولاد کو بھی اُن کے خاندان کے عہد یاد دلاتے رہو۔ احمدیت کے مبلغ، اسلام کے سچے سپاہی ثابت ہوں۔ اور اس دنیا میں خدائے قدوس کے نمائندے بنیں۔" (الفضل 20 مئی 1959ء)